ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له

الحمد لله والمنة کہ این رسالہ عجیبہ وعجالہ نافعہ کثیر الافادت وافی المنفعت المسمی بہ

افضل البضاعة فی تحقیق الشفاعة

ورسالہ دوم المسمی بہ

القول الفاصل بین الحق والباطل

حسب فرمائش شرف الدین و محمد حسین [illegible] نفعہما اللہ فی الدارین خیر منفعة

در مطبع قادری محمدی [illegible] طبع نمود

الحمد لقابل الشفاعة في يوم الدين للانبياء والمرسلين والشهداء والصالحين
على من يشفع يوم البعث والنشور لجميع عصاة المؤمنين وعباد الله المذنبين ا
میگوید بندہ ارذل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ فقیر شیخ محمد حسین ولد منشی محمد اسمعیل صاحب سلمہ
ساکن قصبہ پُھلت ضلع مظفرنگر عفی اللہ عنہ کہ چون مدتی ست کہ بسیاری از مردم باتباع ہوای نفسا
یا از نارسائی افہام نارسا بمضمون کلام علما را اتہام انکار شفاعت انبیاء علی نبینا وعلیہم الوف من التحیۃ
والثناء بر جناب عالم ربانی وفاضل لاثانی حاجی حرمین شریفین مہاجر من بیتہ الی اللہ حافظ قرآن شہید فی سبیل اللہ
ابو عمر محمد اسمعیل علیہ رحمۃ اللہ الجلیل میکنند و کتاب مستطاب تقویۃ الایمان مصنفہ شہید
را مظہر آن میدانند و انواع اقوال متقشفہ اعتراضاً نسبت بشہید مرحوم زبان زد خلق ساختہ وحوالہ اد
مینمایند لہذا بنظر دستگیری مستغرقان لجہ سفاہت و نا انصافی و تفہیم امر حق بہ برادران دینی د
سکالی برای ادانی و اعالی حضرت مولانا محی السنۃ ماحی البدعۃ سند السادات مجمع البرکات
رسول رب المشرقین سید محمد نذیر حسین ادامہ اللہ علی رؤسنا در سنہ یکہزار و دوصد و شصت
شش ہجری صرف ہمت والا نہمت بتدوین این رسالہ بجواب معترضین فرمودہ استصوابا و آ
ارسال خدمت فضلای بلدہ لکھنؤ وغیرہ کہ عبارت ست از حضرات مولانا ابو البرکات مولوی تراب

صاحب و مولوی محمد یوسف صاحب و مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی محمد گلزار علی صاحب و
مولوی سید ابوالحسن صاحب و مولوی محمد سعد اللہ صاحب و مولوی خادم احمد صاحب و مولوی
محمد کرم خان صاحب و مولوی سخاوت علی صاحب و مولوی مملوک العلی مدرس اول مدرسہ دہلی اقامہم اللہ الولی فرمودند
و انجام این تقریظات و مواہیر جمیع حضرات سابقین الوصف شدہ آمد پس درین ایام بمقتضائے
ضرورت سعی بلیغ برای شیوع و انتشارش از بہر مفاد مسلمانان بکار رفت و این عجالۂ نافعہ را
بفضل البضاعة فی حقیقة الشفاعة موسوم کردم ربنا تقبل منا انک انت
السمیع العلیم صاحب رسالہ تقویۃ الایمان تحت این آیۂ کریمہ قل ادعوا الذین زعمتم من
دون اللہ لا یملکون مثقال ذرة فی السموات والارض تا آخر می نویسد کہ خلاصہ
عبارت او بلفظ می آید سو سننا چاہیے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی
ہوتی ہے جیسے ظاہر کی بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر و
وزیر اوسکو سفارش سے بچا لیوے تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اوس چور کی پکڑنے کو
ہی چاہتا ہے اور اوسکی آئین کی موافق اوسکو سزا ہی پہنچتی ہے مگر اوس امیر سے دب کر اوسکی سفارش
مان لیتا ہے اور اوس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اوسکی سلطنت کا رکن ہے اور اوسکی
بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تہام لینا اور ایک چور کو
درگذر کرنا بہتر ہے اس سے کہ اس امیر کو ناخوش کر دیجیے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں اور سلطنت
کا رونق گھٹ جاوے اوسکو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اوس امیر کے وجاہت کے سبب سے اوسکی
سفارش چلی سو اس قسم کی سفارش اللہ کے جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو
یا امام کو و شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے
اور بڑا جاہل کہ اوسنے خدا کی معنی کچھ نہیں سمجھے اور اوس مالک الملک کی قدر کچھ نہ پہچانی دوسری
صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اوس چور کا
سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اوسکی محبت سے لاچار ہو کر

اور چور کی تقصیر معاف کر دی اوسکو شفاعت محبت کہتی ہین یعنی بادشاہ نی محبت کی
سبب سی سفارش قبول کر لی اور یہہ بات سمجہا کہ ایکبار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف
کر دینا بہتر ہی اوس رنج سی کہ جو اوس محبوب کی روٹہہ جانی سی مجہکو ہوگا اس قسم کی شفاعت بہی اوس دربار
مین ممکن نہین اور جو کوئی کسی کو اوسکی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجہی وہ بہی ویسا ہی مشرک ہی اور جاہل جیسا کہ
مذکور ہوا اول ہو چکا وہ مالک الملک اپنی بندون کو بہتیرا ہی نوازی اور کسیکو حبیب کا اور کسیکو خلیل کا
اور کسیکو کلیم کا اور کسیکو روح اللہ وجیہ اللہ کا خطاب بخشی اور کسیکو رسول کریم و مکین روح القدس روح الامین
فرماوی مگر یہہ مالک مالک ہی اور غلام غلام کوئی بندگی کی رتبہ سی قدم باہر نہین رکہہ سکتا اور غلامی
کی حد سی زیادہ نہین بڑہ سکتا جیسا اوسکی رحمت سی ہردم خوشی سی جہکتا ہی ویسا ہی اوسکی
ہیبت سے رات دن زہرہ پہٹتا ہی تیسری یہہ صورت کہ چور پر تو چوری ثابت ہوگئی مگر وہ
ہمیشہ کا چور نہین اور چوری کو اوسنی کچہہ اپنا پیشہ نہین ٹہیرایا مگر نفس کی شامت سی قصور ہوگیا
سو اوس پر شرمندہ ہی اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کی آئین کو آنکہون پر رکہکر اپنی تئین تقصیروار
سمجہتا ہی اور لایق سزا کے اور بادشاہ سی بہاگکر امیر و وزیر کی پناہ نہین ڈہونڈہتا
اور اوسکی مقابلہ کسی کی حمایت نہین جتاتا اور رات دن اوسیکا موہنہ دیکہہ رہا ہی
کہ دیکہئے میرے حق مین کیا حکم فرماوی سو اوسکا یہہ حال دیکہہ کر بادشاہ کی دل مین اوسپر
ترس آتا ہی مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکی بی سبب درگذر نہین کرتا کہ کہین لوگون کی دلون مین
اس آئین کی قدر گہٹ نجاوی سو کوئی امیر وزیر اوسکی مرضی پاکر اوس تقصیروار کی سفارش
کرتا ہی اور بادشاہ اوس امیر کی عزت بڑہانی کو ظاہر مین اوسکی سفارش کا نام کرکی اوس چور
کی تقصیر معاف کر دیتا ہی اوسکو شفاعت بالاذن کہتی ہین اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن مین
مذکور ہی سو اوسکی یہی معنی ہین سو ہر بندہ کو چاہئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اوسی سے ڈرتا رہے
اور اوسی کی التجا کرتا رہے اور اوسی کی روبرو اپنی گناہون کا قائل رہے اور اوسی کو اپنا مالک بہی سمجہے اور حمایتی
بہی اور جہانتک خیال دوڑاوی اللہ کی سوا کہین اپنا بچاو نجانی اور کسیکی حمایت پر بہروسا نکری

کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہی سب مشکلیں اپنے ہی فضل سی کہول دیگا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت
سی بخش دیگا اور جسکو چاہیگا اپنی حکم سی اسکا شفیع بنا دیگا غرض کہ جیسا ہر حاجت اپنی کو اوسی کو سونپنا
چاہئی اسیطرح یہہ حاجت بہی وسی کی اختیار پر چہوڑ دیجیی جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دی نہ یہہ
کہ کسیکی حمایت پر بہروسا کیجی اور اوسکو اپنی حمایت کی واسطی پکاری اور اوسکو اپنا حمایتی سمجھکر
اصل مالک کو بہول جائی اور اوسکی احکام کو یعنی شرع کو بیقدر کر دیجی اور اوسی اپنا حمایتی ٹہرا کر
ہوئیکی راہ ورسم کو مقدم سمجہی کہ یہہ بڑی قباحت کی بات ہی انتہی کلام صاحب رسالہ تقویۃ الایمان
مختصراً پس معترض از این عبارت صاحب تقویۃ الایمان اعتراض بر آن میکند کہ صاحب رسالہ
مذکورہ انکار شفاعت بالوجاہت کردہ باوجودیکہ او تعالی جل شانہ در قرآن مجید در حق حضرت عیسی
علیہ السلام میفرماید کہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ یعنی الوجاہۃ فی الدنیا النبوۃ وفی الآخرۃ
الشفاعۃ کذا فی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر پس از استنکاف شفاعت بالوجاہت انکار
قرآن شریف لازم می آید انتہی کلام المعترض مختصراً میگویم کہ صاحب رسالہ انکار شفاعت بالوجاہت
باین معنی کہ در کلام اللہ واحادیث وتفاسیر مذکور ہست اصلاً نکردہ چہ این معنی تحت شفاعت بالاذن
صاحب رسالہ اعتقاد بر آن میدارد چنانکہ در وجہ ثالث نوشتہ منصرح ہست زیرا کہ کل وجیہ فی
آیۃ علی ما فسرہ المفسرون مقبول الشفاعۃ وکل مقبول الشفاعۃ ماذون لہ فیہا
من اللہ تعالی فکل وجیہ ماذون لہ فیہا من اللہ تع فثبت مقصود صاحب الرسالۃ بالشکل
الاول واندفع اعتراض المعترض لا حول آری صاحب رسالہ انکار
شفاعت بالوجاہت بنا بر عرف عام کردہ چنانکہ در عرف مردمان شفیع ذی وجاہت از جاہ
وشوکت ومنت وی چون چرا نمی کنند وباغراض خود بر گفتہ وی عمل می نمایند کہ مبادا کار
تہ وبالا کند ومانع ومخل اغراض ما نشود وبرین خیال فاسد معاملہ عرض ومعروض بندگان
مقربین خدا تعالی را با خدا جل شانہ می پندارند کہ شفاعت بوجاہت ایشان بحضرت صمدیت
لا محالہ مقبول خواہد شد اگرچہ او تعالی از مشفوع لہ راضی نباشد چنانکہ بادشاہان دنیا بخاطر وار

وزیر ذی رتبه عالی منزلت که بوجاهت وکاردانی خود بر تمامی ممالک محروسه بادشاهی مستولی است
عفو جرایم مجرم میکنند اگرچه کاره باشند از عفو او مگر بپاس خاطر وزیر که مبادا در سلطنت
من خلل انداز نگردد شفاعت وزیر را اجابت می نمایند و این مجرم بحمایت وزیر مدبر کاردان ذی جاهست
از غضب بادشاه ایمن می باشد پس اینچنین اعتقاد معترض وغیره بجناب باری جل شانه که صفت
فعال لما یرید ویحکم ما یشاء ویفعل ما یرید ولا یسئل عما یفعل وهم یسئلون ولمن
الملک الیوم لله الواحد القهار میدارد موجب شرک جلی صریح است که او تعالی را مجبور ومقهور
دانسته وبندگان مقربین را ورا شریک کارخانه خدائی او شمرده که خدا تعالی بوجاهت وقدر منیع
ایشان که هرچه خواهند گفت وشفاعت هر کرا خواهند نمود قبول خواهد فرمود وصاحب رساله
شفاعت بایمعنی را که احدی از اجماع امت محمدیه این را جائز نمی دارد انکار کرده حق است
که درین معنی عجز او تعالی لازم می آید وهو رفیع الدرجات ومولانا شاه عبد العزیز قدس
سره همین معنی را در تفسیر سوره جن تحت آیه لما قام عبد الله می نویسند و رقم می فرمایند
هذه عبارته وسبب این هجوم آوردن هم اوقات او را منغص ومشوش میکنند وهم خود
در ورطه شرک وکفر گرفتار میشوند ومیفهمند که چون نور الهی بخانه درونی این بنده
بسبب کمال ذکر وعبادت نزول فرمود گویا این بنده شریک کارخانه خدائی شد واو را
وجاهتی وقدری نزد حضرت حق تعالی پیدا شد که هرچه این بگوید حق تعالی بعمل آرد چنانچه
در دنیا مهمان را خاطر داری میزبان بهمین مرتبه میباشد ولهذا اهل دنیا متجسس میباشند
که بادشاه وامیر وحاکم وفوجدار در خانه هر که می آید از وی حل مشکلات وحاجت
روائی میجویند وبهمین خیال فاسد که در حق بندگان خدا با خدا هم میرسانند در ورطه پیر پرستی
وگور پرستی می افتند انتهی کلام مولانا رحمه الله تعالی پس از تقریر مولانا مبرور و
مغفور واضح شد که معنی وجاهت این هم است که صاحب رساله آنرا ذکر کرده وآیات قرآنیه
بر مصداق مقال صاحب رساله بسیاری اند مگر دو سه آیه کریمه تلاوت می آید در سوره سبا

سیفر باید وما لهم فیهما من شرک من شرکة لا خلقا ولا ملکا وما له منهم من ظهیر
یعنیه علی تدبیر امرهما ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له ان یشفع او
اذن له لعلو شانه حتی اذا فزع عن قلوبهم ای یتربصون فزعین حتی اذا کشف
الفزع عن قلوب الشافعین والمشفوع لهم بالاذن قالوا بعضهم لبعض
ماذا قال ربکم فی الشفاعة قالوا الحق قالوا قال الحق وهو الاذن بالشفاعة
لمن ارتضی وهم المومنون وهو العلی الکبیر ذو العلو والکبریاء لیس
لملک ولا نبی ان یتکلم ذلک الیوم الا باذنه انتهی ما فی التفسیر البیضاوی من
سورة سبا واو تعالی عز شانه باوجودیکه در شان حضرت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة
والسلام وجیها فی الدنیا والاخرة فرموده باز بجهت توبیخ وسرزنش معتقدان که
که آنجناب را مرتبه الوهیه گردانیده بودند بتوقیع فرمان ارشاد نموده قل فمن یملک من
الله شیئا ای فمن یمنع من قدرته ومشیته شیئا کذا فی المدارک ان اراد ان
یهلک المسیح بن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا الایة وایضا واذ قال الله
یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله
الایة یرید به توبیخ الکفرة وتبکیتهم فانهم لم یعتقدوا انهما مستقلان باستحقاق
العبادة وانما زعموا ان عبادتهما توصل الی عبادة الله وکانه قیل اتخذونی
وامی الهین متوصلین بنا الی الله تعالی انتهی ما فی البیضاوی پس معلوم شد که شخص وجاهت
ذی مرتبه است یا باعتبار انعام وتشریف ومزید خیرات وتقرب باشد چنانکه آیه کریمه وجیها
فی الدنیا والاخرة بران ناطق است یا باعتبار تسلط وغلبه وشوکت ومنعت عرفا در محاوره
مردمان مستعمل می شود لیکن این معنی را صاحب رساله انکار کرده که مردمان جاهلان از بزرگان
خدا اینچنین اعتقاد می کنند ودر اوامر ونواهی خدا امید شفاعت ایشان التفات نمی کنند

رد کرده که درین معنی عجز و ذلت بسوی او تعالی عائد می شود تعالی الله عما یقول الظالمون
علوا کبیرا نه اینکه انکار شفاعت پیغمبران و دیگر اولیاء الله علیهم الصلوة والسلام نموده سوء ظن در حق
مسلم صالح کردن از آداب اہل سنت بعید است از حق و بقلم سرسری این سطری چند نوشته شد
بیش ازین بوجه بسط نگارش خواهد یافت و این عاجز از علماء دین و ارباب ذی اعتبار که مذاق علمی
میداشته باشند التماس آن میدارد که اصلاح فرموده ثبت مهر خود ها فرمایند که حق از باطل
جدا شود و اعتراض دیگر معترض در باب شفاعت بالمحبت که بر صاحب رساله ست خالی از
مکابره هم نیست عند التحقیق گو بظاهر عوام را مغالطه داده بر صاحب رساله تکفیر و تضلیل نموده
ست پس پیشتر معنی محبت عباد بخدا تعالی چیست و معنی محبت خدا تعالی بعباد چگونه ست
باید دانست که ازین ایضاح مرام و رفع اشکال الد الخصام بوجه احسن کرده شود اعلم ان
الجمهور المتکلمین قالوا ان المحبة نوع من انواع الارادات والارادة لا تعلق لها
الا بالجائزات ویستحیل تعلق المحبة بذات الله تعالی وصفاته فمن قولنا نحب الله
تعالی ای نحب طاعته وخدمته او نحب ثوابه واحسانه ومعنی یحب الله عبده ای یرید
اکرامه واستعماله فی طاعته وصونه عن المعاصی وکذا اذا کنا نحب الرجل العالم
لعلمه والصالح لصلاحه والرجل الشجاع لجراته وغلبته الی آخر ما فی التفسیر
النیشاپوری ومحبة العبد لله ارادة طاعته والاعتناء بتحصیل مرضیته ومحبة
الله للعبد ارادة اکرامه واستعماله للطاعة وصونه عن المعاصی کذا فی البیضاوی والمحبة ارادة
ما تراه او تظنه خیرا وهی علی ثلثه اوجه محبة للذة کمحبة الرجل للمراة ومنه ویطعمون
الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا ومحبة للنفع کمحبة شیء ینتفع به ومنه واخری
تحبونها نصر من الله وفتح قریب ومحبة للفضل کمحبة اهل العلم بعضهم لبعض لاجل
العلم فمحبة الله للعبد انعام علیه ومحبة العبد له طلب الزلفی لدیه قال الله تعالی
ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین ای یثیبهم وینعم علیهم کذا قال الامام الراغب

فی مفردات القرآن پس تعلق این هرسه معنی محبت که امام راغب وغیره بیان کرده مستحیل
ست بذات پاک او تعالی جل شانه چه ازین فعل وی تعالی معلل بالاغراض میشود واین نقص ست
بصفات و ذات او جل شانه پس معنی محبت داشتن او تعالی ومحبوب گردانیدن او
مقربین درگاه خود را درجه بدرجه با علی و ادنی از بندگان خود عبارت از مجرد احسان و افاضه
خیر و برکت و عطای فضل و کرم اوست که باراده ذاتیه و مشیة ازلیه خود هر کرا معزز و ممتاز
گردانید و هر کرا اکرام و انعام فرماید محض بتفضل خود فقط و حق کسی بروی نیست که از ان سبب انعام
کند و کدام امر باعث و مهیج نیست که از ان جهت بنوازد و بخشد والله یختص برحمته من یشاء چه
افعال و مشیة و اراده او تعالی معلل بالاغراض نیست اصلا که آن باعث شود بر کردن
یا مانع گردد از نکردن چه او فاعل مختار علی الاطلاق ست نزد اهل سنت و اگر عبادت و محبت
کسی از مقربین کاملین باعث انعامش شود پس درین صورت لازم آید که او تعالی مستکمل بغیره گردد
کتان همین غرض باشد از طاعت مطیعین و محبت محبوبین حاشا لله که او ازین غرض منزه
و غنی ست بلکه بمحض فضل و کرم خود مرحمت و مکرمت میفرماید چنانکه در کتب عقاید و کلام
بوجه تفصیل و بسط نظر باید کرد و فعل وی تعالی را مانند رحمت کردن و محبت و اجابت و اعزاز
و اکرام قیاس کردن بر افعال و اقوال و احوال مخلوقات سراسر جهل و نادانی ست که این قدر
قدر و منزلت و عظمت و غنای مطلق او تعالی را سر موئی نشناختند لهذا او جل شانه میفرماید در حق این
کسان که ما قدروا الله حق قدره و نزد ارباب بصیرت اظهر من الشمس ست که هر مخلوق از بنی آدم
کاری که میکند برای نفع رسانی بغیر پس نفع و سود در ان در حقیقت برای خود میداند باعتبار
حال یا مآل مثلا رنجیده کردن محبوب و معشوق خود را و ناخوش داشتن او را موجب قلق و اضطراب
خود می پندارد و بنظر ازاله درد و رقت قلب خود که از ناخوشی این محبوب سبب حزن و ملال من
خواهد بود پس دلشکنی او باعث ضرر خود که بحوق الم از ان باو خواهد رسید جایز نمی دارد و دلجوئی
و رضامندی و دلجوئی او را موجب منفعت و مسرت خود که انتفاء درد و الم ست مرغوب و مطلوب میدارد

ومثلا پادشاه دنیا قول وزیر صائب تدبیر را بنابر انتظام والتیام سلطنت خود در امری قبول
ومنظور میکند اگرچه خلاف مرضی وی باشد چه میداند که اگر سخن وزیر را در امری که خلاف مرضی
باشد قبول نخواهم نمود این وزیر مخل انتظام ملک من ضرور خواهد بود زیرا که افعال و اقوال
هر مخلوق اگرچه از اشرف المخلوقات باشد معلل بالاغراض و مرتبط بعلت غائیه است خواه امر
دنیاوی باشد یا اخروی بلکه غرض اخروی مقصود اصلی است بنابران او تعالی در سوره انبیا از
احوال انبیا علیهم الصلوة والسلام خبر میدهد که کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا
رغبا ورهبا ای ذوی رغب و رهب او راغبین فی الثواب راجین فی الاجابة او فی الطاعة
وخائفین العقاب وکانوا لنا خاشعین والمعنی انهم نالوا من الله ما نالوا بهذه
الخصال انتهی ما فی التفسیر البیضاوی و در سوره بنی اسرائیل میفرماید اولئک الذین یدعون
یبتغون الی ربهم الوسیلة ای یبتغون الی الله القربة بالطاعة کذا فی البیضاوی
ای القربة قیل الدرجة العلیا ای یتضرعون الی الله فی طلب الدرجة العلیا کذا فی معالم
التنزیل و باید دانست که اصل غرض تام دخول جنت و دیدار الهی است دران که بمقابله این هیچ چیز
از درجات عالیه و لذات و نشاط و آرام مقصود نیست چه دولت دیدار آن پاک پروردگار دران حاصل
خواهد شد و راحت و نعم گوناگون در آن مهیا و موجود است لهذا او تعالی در بسیاری جا از قرآن مجید
بشارت بجنت و انواع نعم این بنده کان را داده است والغرض ضربان غرض یتشوق بعده شیء اخر
کالیسار والریاسة ونحو ذلک مما یکون من اغراض الناس وغرض تام وهو الذی
لا یتشوق بعده شیء اخر کالجنة کذا قال الامام الراغب فی مفردات القرآن و برین
غرض تام آیه کریمه فلا تعلم نفس ما اخفی لهم تا آیه جزاء بما کانوا یعملون دال است
بخلاف فعل وی تعالی جل شانه که هیچ چیز باعث بران اصلا نیست و نه توقع منافع آن بنده میشود از
جز که او غنی مطلق است از انتفاع گرفتن باشیاء مخلوقه خود از علویات و سفلیات زیرا که تعلیل در
افعال او موجب نقص و ذلت او تعالی میشود و او ازین پاک است بلکه هر چه میکند بمشیه خود میکند و

بفضل وکرم خودمی نوازد ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء الایۃ واللہ یختص برحمتہ
من یشاء لا یجب علیہ شئ ولیس لاحد علیہ حق واللہ ذو الفضل العظیم اشعار
بان النبوۃ من الفضل کذا فی التفسیر البیضاوی ودر سورہ ملائکہ میفرماید یزید فی الخلق
ما یشاء استیناف للدلالۃ علی ان تفاوتہم فی ذلک بمقتضی مشیتہ وموادی حکمتہ
لا امر یستدعیہ ذواتہم الی اخر ما فی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر ولہذا در
کتب عقاید اہل سنت وجماعت مقرر ومنقح کردیدہ بل ازا ثاب بالطاعۃ فبفضلہ من غیر
وجوب علیہ ولا استحقاق من العبد کیف لا یکون کذلک وما یصدر عنہ من
الطاعات مع انہا انما ہو بخلقہ تعالی لا یفی بشکر اقل قلیل من نعمہ فکیف یستحق
عوضا عنہ وان عاقب بالمعصیۃ فبعدلہ لانہ لا حق لاحد علیہ والکل ملکہ فلہ
التصرف فیہ کیف یشاء واللہ تعالی احکم الحاکمین واعلم العالمین واقدر
القادرین فکل ما وضعہ فی موضع یکون ذلک احسن المواضع بالنسبۃ الیہ وان خفی
وجہ حسنہ علینا ولا غرض لفعلہ الغرض ہو الامر الباعث للفاعل علی الفعل فہو
المحرک الاول للفاعل وبہ یصیر الفاعل فاعلا ولذلک قیل ان العلۃ الغائیۃ علۃ
فاعلیۃ الفاعل الفعل واللہ اجل من ان ینفعل عن شئ او یستکمل بشئ فلا یکون
فعلہ معللا بالغرض وایضا کل من یفعل لغرض فوجود ذلک الغرض بالنسبۃ
الیہ اولی من عدمہ فلو کان لفعلہ تعالی غرض لزم کونہ تعالی مستکملا بغیرہ
وہو ذلک الغرض ویشاہد من ان الشخص قد یفعل فعلا لنفع غیرہ فانہ ولحقیقتہ
یفعلہ لنفسہ فانہ انما یفعل اذا کان نفع ذلک الغیر اولی واحسن بالنسبۃ الیہ
من عدم نفعہ مثلا اذا احسن الی غیرہ لثواب الاخرۃ او لکونہ محبوبا لہ او
متوقعا منہ منفعتہ نظاہر وان احسن الیہ للترحم والعطوفۃ علیہ فلازالۃ رقۃ
القلب اللازم للجنسیۃ لمن یشاہد حوبا من المہلکۃ فہو بالحقیقۃ لازالۃ المرقۃ

عن نفسه داعی الحکمة فیما خلق وامر واودع فیها للنافع ولکن لا شئ منها باعثا
له تعالی علی الفعل تفضلاً ورحمةً لا وجوبا کذا فی شرح العقائد العضدیة للملا
جلال وهکذا فی فقه اکبر پس از تحریر ماسبق هویدا گردید که محبت کسی از مقربین بارگاه
او در باب شفاعت بر عفو جرائم عصاة باعث شدن نمی تواند بر و یعنی مثلا او احکم الحاکمین
وارحم الراحمین بباعث وجاهت ومحبوبیت بندگان مقبولین که ایشان را بانواع انعام واکرام واعزاز
بنسبت خود سرفراز وممتاز فرموده اشرف مخلوقات خود گردانیده اگر شفیع کسی از مذنبین عصاة
بدرگاه او شوند ومشیت واراده ایزدی بعفو تقصیرات عاصی نباشد شفاعت ایشان هرگز مقبول
نخواهد بود واین چنین امکان ندارد چه او تعالی اگر بباعث محبت ووجاهت ایشان شفاعت
قبول فرماید واراده آن ندارد پس درین حال فعل قبول شفاعت وی تعالی معلل بالغرض
خواهد شد که از جهة غیر مستکمل گردیده واز ین عجز ونقص بروی لازم آید وطریان عجز ونقص بروی
محال است پس باعث محبت شدن کسی بر وی تعالی بعفو خطا عاصیان هم در حیز محال گشت
ومدفوع شد وبنا برهمین که امری باعث بر فعل وی تعالی شدن نمی تواند مراد از رحمت ورأفت
وی تعالی بر بندگان مجرد احسان وافضال وی است بدون اراده رقت که مفضی الی الغرض
باشد بخلاف تراحم وتعاطف که فیما بین الناس است که مراد از ین رقت قلب که منتج این غرض
است لازم میشود الرحمة رقة تقتضی الاحسان الی المرحوم وتستعمل تارة فی
الرقة المجردة وتارة فی الاحسان المجرد عن الرقة نحو رحم الله فلانا واذا وصف
به الباری فلیس یراد به الا الاحسان المجرد عن الرقة وعلی هذا روی ان الرحمة
من الله تعالی انعام وافضال ومن الآدمیین رقة وتعطف کذا قال الامام الراغب
فی مفردات القرآن وغیره من المفسرین من اهل السنة واو تعالی بین سنی در سورة
انعام میفرماید وربک الغنی عن العباد والعبادة ذو الرحمة یترحم علیهم بالتکلیف تکمیلا
لهم کذا فی البیضاوی بدانکه او تعالی جل شانه آنحضرت صلی الله علیه وسلم را بانواع اعزاز واکرام مفتخر

فرموده سید الثقلین گردانیده خطاب مرحمت مآب نموده که ما ارسلناک الا رحمة للعالمین الآیه
وعسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا الآیة ان فضله کان علیک کبیرا وغیرها
من الآیات الکریمة الکثیرة علی فضله صلی الله علیه وسلم ولیکن با اینهمه صنف در کارخانجات
خدائی خود دخل نداده در امر و نهی تابع و منتظر فرمان خود ساخت بلکه از خوض کردن در آن
نهی فرموده پس معلوم شد که عبد اگرچه اشرف و اکمل افراد انسان و محبوب جناب یزدان
باشد تاهم بصفت عبودیت که همین صفت کمال اوست مامور می باشد و چون و چرا در احکام الهی و اوامر و
نواهی و حکمت و اسرار نامتناهی معبود حقیقی خود کردن نمی تواند و این منافی منصب محبوبیت و
وجاهت وی صلی الله علیه وسلم نیست بلکه کمال عزت و تمکنت وی صلی الله علیه وسلم است چنانکه
او تعالی میفرماید لیس لک من الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظلمون الآیه
صاحب تفسیر نیشاپوری تحت همین آیه کریمه می نویسد هذه عبارته الحاصل منعه صلی
الله علیه وسلم من کل فعل وقول الا ما کان باذنه وامره وفیه ارشاد الی کمال
درجات العبودیة وان لا یخوض العبد فی اسرار ملکه وملکوته انتهی کلامه و در
تفسیر بیضاوی زیر همین آیه میگوید والمعنی ان الله مالک امرهم فاما ان یهلکهم او یکبتهم
او یتوب علیهم ان اسلموا او یعذبهم ان اصروا ولیس لک من امرهم شیء وانما انت
عبد مامور لانذارهم وجهادهم انتهی ما فی البیضاوی وهمچنین در باب شفاعت
حسب این آیه کریمه وغیرها من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه باید دانست پس آنچه
اعتراض معترض بر رساله تقویة الایمان در باب رد شفاعت بالمحبت که بر طرز تفاهم الناس
و اعتقاد ایشان که آنحضرت صلی الله علیه وسلم و دیگر انبیاء هم محبوب رب العالمین هستند و معنی
محبت همین است که هرچه محبوب و معشوق لمحب و عاشق گوید و امر کند و شفاعت کسی درخواست نماید
لا محاله این محب و عاشق او را قبول کند و سر موی در هیچ کار و هیچ سخن وی فرق ننماید و خلاف مرضی محبوب
روا ندارد و اگرچه از مشفوع له بجای خود راضی نباشد مگر از فرط محبت محبوب چشم [illegible] راضی بخشد

چه اگر خلاف کند معنی محبت مرتفع شود حالانکه او تعالی بر محبوبیت نبی صلی الله علیه وسلم ارشاد فرموده ولسوف یعطیک ربک فترضی وغیرها من الآیات الصریحة علیها الی آخر ما قال المعترض نسبت بجناب باری جل شانه که صفت وربک الغنی ذو الرحمة ولا یسأل عما یفعل وهم یسألون مردود ومدفوع شد چه این معنی محبوبیت ومعشوقیت میان مخلوقات با خود ها سطر ومتصور است که افعال ایشان معلل بالاغراض است جاری نه بجناب اقدس خالق السماء والارض چه ازین معنی در شان نبی سبحانه نقص عجز لازم می آید چنانکه دلایل این بالا گذشت آری وقادر مطلق وغنی برحق وعده شفاعت کنانیدن عصاة مر انبیاء عم واولیاء وعلماء ربانی را خصوصا وعده مقام محمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم را داده است که شفیعان را از ملائکه وانبیاء عم واولیاء وحفاظ وشهداء وعلماء هستند با ظهار عزت وجاه ایشان بدرگاه خود بمشیت واراده وترحم وتفضل وافضال خویش ایشان را اذن جدید خواهد داد وخواهد فرمود که شفاعت فلان فلان مرة بعد اخری بکنید تا شمار اشرف وعزت روبروی خلایق بدربار عظمت شعار ما حاصل شود تا ایشان باذن مالک وحاکم ارحم الراحمین حقیقی وشفیع تحقیقی شفاعت خواهند کنانید برای مذنبین در رفع عذاب وبرای دیگران برفع درجات واحادیث صحاح ستة وغیرها را در باب اذن جدید مرة بعد اخری نظر باید نمود قال الامام النووی فی صحیح مسلم قوله صلی الله علیه وسلم فیأتونی فاستأذن علی ربی فیؤذن لی قال القاضی عیاض رحمه الله معناه والله اعلم فیؤذن لی فی الشفاعة الموعود بها والمقام المحمود الذی ادخره الله تعالی له واعلمه انه یبعثه فیه قال ثم ارجع الی ربی فی الرابعة فاحمده بتلک المحامد ثم اخرّ له ساجدا فیقال لی یا محمد ارفع راسک وقل یسمع لک وسل تعطه واشفع تشفع فاقول یا رب ائذن لی فیمن قال لا اله الا الله قال لیس ذلک لک او قال لیس ذلک الیک ولکن وعزتی وکبریائی وعظمتی وجبریائی لاخرجن من قال لا اله الا الله کذا فی صحیح مسلم وشرحه للنووی ودرین باب کسی را از اهل سنت وجماعت که اعتقاد مصنف رساله تقویة الایمان برین است خلافی نیست هرگز چنانکه صاحب رساله خود در قسم ثالث درباب شفاعت بالاذن تصریح کرده است بران وجمله تقریر رساله وما علیه درین قسم ثالث مفصلا عنقریب می آید که بر صاحبان انصاف کرین علماء ربانی متبین واضح خواهد بود که صاحب رساله منکر شفاعت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم است یا لی در کلام اعتراض

معترض بر رسالہ تقویت الایمان این ست کہ ازین عبارت رسالہ مذکورہ کہ تیسری یہ صورت
ہی کہ چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین ہی اور چوری کو اوسنی اپنا پیشہ نہین ٹھرایا مگر
نفس کے شامت سے قصور ہوگیا سو اوس پر شرمندہ ہی اور دن رات ڈرتا ہی اور بادشاہ کی آئین کو سر اور
آنکھون پر رکھکر اپنی تئین تقصیر وار سمجھتا ہی الی آخرہ چنان مصرح میشود کہ شفاعت شافعین خصوصاً
شفاعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم در حق عاصی تائب و خائف خواہد بود باذن او سبحانہ و
تعالی چنانچہ عبارتش مگر ہمیشہ کا چور نہین اور چوری کو اوسنی کچھ اپنا پیشہ نہین ٹھرایا مگر نفس کے شامت
سے قصور ہوگیا سو اوس پر شرمندہ ہی اور رات دن ڈرتا ہی آہ برآن ناطق ست و برای عاصی
مصر غیر خائف مفہوم میشود چہ ہرگاہ کہ صاحب رسالہ گفت مگر ہمیشہ کا چور نہین اور چوریکو اوسنی
کچھ اپنا پیشہ نہین ٹھرایا الخ پس ازین مفہوم شد کہ شفاعت اہل پیشہ معاصی مرتکب آن و مصر
برآن و غیر تائب زان نخواہد شد کہ اہل پیشہ معصیت ہمین مصر غیر تائب و خائف ست و نزدیک صاحب
رسالہ اینکس مستحق عقاب و محروم الشفاعت گشت و حال آنکہ درین خلاف حدیث شفاعتی
لاہل الکبائر من امتی کہ برین اتفاق اہل سنت ست لازم می آید چہ صاحب رسالہ ذکر شفاعت تائب
کرد و غیر تائب نکرد پس ازین مفہوم شد کہ مرتکب کبیرہ و مصر غیر خائف معذب شود و از شفاعت
محروم گردد جوابش اینست کہ مراد صاحب رسالہ ازین عبارت مذکورہ بالا کہ معترض آوردہ است
آنرا مرتکب معصیت ہست مگر خود را بزان معصیت گنہکار و شرمسار میداند و لرزان و ہراسان ازان سبحانہ
اگرچہ افعال قبیحہ ازو بمقتضای نفس سرکش مدام سرزد می شوند و گناہ را گناہ پنداشتہ و افعال قبیحہ را زشت
و زبون و موجب عقاب گوناگون می پندارد پس این کس معصیت را پیشہ و حرفہ بدین طریق کہ
استحسان و استباحت معاصی نماید ہرگز خوف الہی ازان نباید نگرفت بلکہ بارتکاب معصیت پیشہ
ندامت و استغفار نیز میرفت اگرچہ در روزی ہفتاد بار گناہ کردہ باشد این را مصر بگناہ نخواہند گفت چنانچہ
در حدیث شریف وارد ست عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما اصر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین مرۃ رواہ الترمذی وابوداؤد کذا فی

المشکوة فی باب الاستغفار والتوبة و برین معنی کلام الهی هم مشعر است ولم یصروا علی ما
فعلوا الایة ای لم یقیموا علی قبیح فعلهم والاصرار الاقامة قال علیه السلام ما اصر من استغفر وان
عاد فی الیوم سبعین مرة و روی لا کبیرة مع الاستغفار ولا صغیرة مع الاصرار
وهم یعلمون انهم اساؤا او هم یعلمون انه لا یغفر ذنوبهم الا الله کذا فی المدارک وغیره من
التفاسیر پس هیچ کس از اهل پیشه معصیت نماند بموجب خبر خیر البشر صلی الله علیه وسلم و مراد از
اهل پیشه معصیت آن کس است که بر گناه مستمر و مصر و بی باک که بر ناصح خود خشمناک میشود
و بر جرایم خود ندامت و پشیمانی نمی خورد چه معنی استباحت اینست که در دل خوف عذاب بر آن
نماند و قبح آن در اعتقاد دور شود اگرچه بظاهر میگوید که این معصیت را برای مصلحتی حرام کرده اند
شرعا چه معنی استباحت مباح دانستن است نه مباح گفتن و تحقیق این معنی از تفسیر عزیزی بکمال
می یابد بهمین عبارت نیز باید دانست که استباحت معصیت کفر است و معنی استباحت آنست که در دل
خوف عقاب بر آن نماند و قبح در اعتقاد زائل شود گو بداند که این معصیت معصیت است زیرا که معنی
استباحت مباح دانستن است نه مباح گفتن و چون خوف عقاب از معصیت زائل شد و آن معصیت در اعتقاد
قبیح نماند مباح گردید و معامله مباحات با آن معصیت بوقوع آمد ظاهر بینان نمی فهمند که انکار ورد
حرمت او در شرع نیز لازم استباحت است و این معنی نادر الوقوع است از روی احادیث و آیات
در تحقیق استباحت همانقدر کافی است انکار ورد حرمت او در شرائع بدل یا بزبان ضرور نیست
بسا اوقات شخص چنین اعتقاد میکند که در شرع بنابر مصلحت عام تا رسم فاسد شیوع نیابد و رفته
رفته بهمین قبیح دیگر نشود این فعل را حرام ساخته اند و برای ترهیب و تخویف وعید عقاب نموده
والا فی نفسه این فعل وجهی از قبح ندارد و عقاب بر آن مرتب نمی شود و این فرق بخاطر نگاه باید
داشت که در فهم اکثر احادیث و آیات این باب بکار آید تمام شد عبارت تفسیر عزیزی مولانا حضرت
شاه عبد العزیز قدس سره تحت آیت کریمه بلی من کسب سیئة واحاطت به خطیئته
آری هر که کسب کند گناهی را اگرچه آن گناه صغیره باشد و مکرر از تکرار آن گناه و اخذ رشوت واحاطه کرد

باوکناه او از جوارح بدل رسد و تلذذ عظیم بردارد و بعد از آن استحسان آن گناه در دل جاگیرد و انکار قبح
او بخاطر نشیند پس کفر لازم آید و بدون این حد احاطه نیست انتهی ما فی التفسیر العزیزی لهذا در کتب
عقاید و فقه مینویسند که الاصرار بالصغیرة کبیرة والاصرار بالکبیرة اشد المعصیة کفر و کذا استحسان المعصیة استخفافا
بالشریعة کفر و ظاهر است که استغفار معاصی مزیل معاصی است و اگر نکند رفته رفته بارتکاب معاصی در دل مرتکب
معاصی نکتهٔ سوداء می نشیند چنانچه حدیث شریف برین شاهد است عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتة سوداء فی قلبه فان تاب واستغفر صقل قلبه وان
زاد زادت حتی تعلو قلبه فذلکم الران الذی ذکر الله کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون رواه احمد
والترمذی وابن ماجه وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح کذا فی المشکوة فی باب الاستغفار والتوبة تنبیه
اول تحت شفاعت شافعین خصوصاً شفاعت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم داخل است که شفیعان باذن
مالک الملک شفاعتش خواهند کنانید چه او بزمرهٔ اهل اسلام است چنانچه صاحب رساله ذکر شفاعت
او باذن حق سبحانه تعالی نموده و ثانی از دایره شفاعت خارج است که در زمرهٔ کفار ملحق شد
باستحسان معاصی و شفاعت شفیعان برای مسلم باذن او تعالی ثابت است نه برای کافر لهذا ذکر او نکرد
که از حد شفاعت خارج برین تقدیر و تقریر که عبارت رساله بران صاف دلالت میکند هیچ اعتراض
بر صاحب رساله وارد نمیشود که موافق طریقهٔ اهل سنت است کما لا یخفی علی المتامل المنصف و اگر معترض
بزعم خود این فهمد که ازین عبارت رسالهٔ مذکوره لامحاله این مفهوم میشود که صاحب رساله ذکر شفاعت
تایب و خایف کرده منحصر غیر تایب نکرده و بس ازین صاف مفهوم گردید که مرتکب کبیره و مصر بران
معاقب و معذب شود و از شفاعت محروم خواهد بود و بالله التوفیق میگویم جواب این اعتراض
باختیار این شق که صاحب رساله ذکر شفاعت مرتکب کبیره بر آن و غیر تایب نکرده چند وجوه از دلیل
مقرره اهل سنت که بقلم می آید وجه اول جواب اعتراض معترض آنکه استحقاق حرمان شفاعت منافی
ثبوت آن نمیشود چنانچه استحقاق عذاب عقاب منافی عفوان نیست زیرا که تارک واجب مرتکب را
مستحق حرمان شفاعت و عقاب است بنظر الی الذات چه حکم تحریم آن ثابت می باید بآن استحقاق

عقاب و حرمان و لیکن مستحق ابدی نیست و عفو از کرم او تعالی است چه حکمت شارع و وضع شریعت
برین مقتضی و مستقر گردیده منوط ثواب و تعلیق عذاب بعمل نیک و بد وابسته و مرتبط شود و از روی
عقل باعتبار مذهب ماتریدیه یا از روی عادت الهیه که مطیع را بثواب برساند و عاصی را بعقاب
بنظر مذهب اشاعره چنانکه تفصیل این بیان از مسلم الثبوت و شروح آن نگارش می یابد بعرف
الواجب هو ما استحق العقاب تارکه عقلیا او عادیا ای الفعل الذی خاطب الشارع باستحقاق العقاب
علی الترک قوله عقلیا او عادیا تمییز الاستحقاق ببیان احتمالیه الاول ناظر الی مذهبنا فان الحسن والقبح
عقلی عندنا وهما استحقاق الثواب والعقاب والثانی ناظر الی مذهب الاشعریه فان عندهم
لا استحقاق للعبد الا باعتبار ان العادة الالهیه جرت بان یوصل الفاعل الثواب ویوصل التارک
العذاب فان قلت لو کان الواجب موجبا لاستحقاق العذاب یلزم ان لا یتخلف عنه العقاب فیلزم
ان لا ینفع التوبة والشفاعة قلنا ان التخلف للعفو والعفو من الکرم الالهی وهذا لا ینافی الاستحقاق ومثله
هذا فی القصاص والدیون وذلک لان النفس الانسانیة بالافعال الرذیلة مکدرة فاذا تابت وتحلت
بالحلی الحسنة زالت الکدورة فاستحق العفو اذ هو تعالی رحمن وعفو رحیم یرجی منه تعالی
ان یعفو انتهی ما فی شرح تاج العلماء رئیس العرفاء المتخلق باخلاق سید المرسلین مولانا نظام الدین قدس سره
قوله الواجب هو ما استحق العقاب تارکه عقلیا او عادیا هذا بیان لاحتمال الاستحقاق فالاول بالنظر الی مذهبنا
فان الحسن والقبح عقلیا عندنا وهما استحقاق الثواب والعقاب والثانی بالنظر الی مذهب الاشعریه والعفو
من الکریم هذا جواب سوال مقدر تقریره لو کان ترک الواجب موجبا لاستحقاق العقاب یلزم عدم تخلف
العقاب عن التارک ولا یمکن الخلاص عنه ولا ینفع التوبة والشفاعة مع ان التوبة وشفاعة الشافعین
سید المرسلین وآله الطیبین نافعة ماحیة للعقاب والجواب ان التخلف للعفو والعفو من الکریم وهذا لا ینفی
الاستحقاق فالتارک مستحق العقاب بالنظر الی الذات فان الحکم بتحریم الترک یقوی به الاستحقاق ویقرب
المستحق الی المستحق لکن لم یقتض اقتضاء بحیث لا یتخلف عنه ولا یتجاوز الله فتعلق فضلا وکرما و
العفو من التوبة والشفاعة من شانه تعالی فهو اکرم الاکرمین وفسر کما فی الشرح ان النفس

الانسانیه بالافعال الرذیلة مکدرة واذا تابت وتحلت بالحلی الحسنة زالت الکدورة فاستحق
العفو اذ هو تعالی رحمن وغفور ورحیم یرتجی منه تعالی ان یعفو والتفصیل فی علم الکلام وقیل فی
تحدید الواجب انه ما اوعد بالعقاب علی تارکه ولا یخرج العفو عن هذا التعریف فان الخلف
فی الوعید جائز دون الوعد ورد هذا الجواب بان تجویز الخلف فی الوعید باطل لان ایعاد الله تعالی
خبر فان الله تعالی یخبر عن کون ما اوعد به فی الاخرة وکل خبر من الله تعالی فهو صادق قطعاً البتة
والخلف یستلزم عدم صدقه فهو ینافیه فیکون باطلا فلا یتصور الخلف فی الوعید ایضاً وهو
المدعی مع تجویز کونه انشاء للتخلف کما قیل فی حواشی الفاضل میرزاجان علی شرح المختصر العضدی لعدول
عن الحقیقة بلا موجب وهو باطل فهذا التجویز باطل فبقی الرد کما کان والثانی بالعادة کما
علی ان شانه یجری فی الوعد فینسد باب المعاد واذا کان الوعید انشاء للتخویف والوعد للترغیب لم یکن المقصود
منهما فی الاخرة فینسد باب المعاد وهو مفتوح اقول لو تم هذا الجواب الذی اجاب به میرزاجان
بقوله وتجویز کونه اه لدل الجواب علی ابطال العفو مطلقاً ای لا یتصور العفو اصلا والکلام
فی خروجه بعد تسلیم وجوده بهذا [illegible] علی قول میرزاجان فلا بد ان یقال ان الایعاد
فی کلامه تعالی مقید بعدم العفو حاصله انه اذا لم یتم تجویز الخلف فلا بد ان یقال ان الایعاد
الواقع فی کلامه تعالی کقوله ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا آه وغیر ذلک مقید
بعدم العفو فمعناه ان هذا الجزاء انما یکون علی تقدیر عدم العفو اذا تحقق العفو فلا جزاء
ومثل هذا فی کلام الالهی وهکذا فی الکلام النبوی انتهی ما فی شرح سلم الثبوت للفاضل الالمعی مولانا
محمد مبین اسکنه الله تعالی فی علی علیین پس مستبعد ان فی الصاف [illegible] شدید میان مولانا [illegible]
نظام الدین و محمد مبین رحمة الله علیهما در شرح سلم الثبوت وجه عفو وشفاعت [illegible]
که اقرب الی الاجابت ست هم ذکر کردند شاید بزعم معترض الله الخصام این بزرگان نیز منکر
شفاعت عاصی غیر تائب بودند چه ذکر شفاعت وعفو غیر تائب نموده اند چنانچه صاحب رساله
تقویت الایمان زعم کرده نعوذ بالله من سوء الظن والاعتقاد بالمؤمنین فظاهر ست که او تعالی

جابجا در قرآن مجید بنا بر اصلاح و تهذیب نفس انسانیه که مقصود از انزال فرقان حمید همین است
اعمال صالحه را با ایمان مقترن ساخته است و در وعید عصاة مصرین تشدید کرده و تخویف
اولی النهی را بنواخته چنانچه صاحب تفسیر بیضاوی تحت همین آیت کریمه من یقتل مومنا
متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا الخ گفته درین آیت تشدید است و نزد ابن عباس رضی الله عنه
توبه قاتل عمد نیست شاید که ازین تشدید اراده کرده باشد و نزد جمهور علما این مخصوص است
بآنکس که توبه نکرده باشد یعنی جزاء وی همین شود اگر توبه نکند بنا بر تغلیظ باد و در صورت عدم
عفو اگرچه عذاب ابدی بر وی نشود بقوله تعالی و انی لغفار لمن تاب و عندنا مخصوص بمستحل است
یا مراد از خلود مکث طویل است چه عصاة مومنین را عذاب دوزخ ابدی نخواهد بود و قال فی البیضاوی
و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم الخ لما فیه من التهدید العظیم قال ابن عباس رضی الله عنه
لا تقبل توبة قاتل المومن عمدا و لعله اراد به التشدید اذ روی عنه خلافه و الجمهور علی انه
مخصوص بمن لم یتب لقوله و انی لغفار لمن تاب و نحوه وهو عندنا اما مخصوص بالمستحل له کما ذکره
عکرمة او المراد بالخلود المکث الطویل فان الدلائل متظاهرة علی ان عصاة المومنین
لا یدوم عذابهم انتهی مختصرا و فی البیضاوی و قال القفال الآیة تدل علی ان جزاء قتل العمد
ما ذکر و قد یقول الرجل لغیره جزاءک ان افعل بک کذا الا انی لا افعل و لا یخفی ضعف هذا الجواب
ایضا لدلالة سائر الآیات کقوله و من یعمل سوءا یجز به و من یعمل مثقال ذرة شرا یره
علی انه یوصل الجزاء الی المستحقین البتة و لان قوله و غضب الله علیه و لعنه و اعد له عذابا عظیما
صریح فی انه تعالی سیفعل به ذلک لا سیما و قد اخبر عنه بلفظ الماضی لیعلم انه کالواقع و التاکید
المعانی نقل عن ابن عباس ان التوبة من اقدم علی قتل العمد العمد و ان غیر مقبوله و عن سفیان کان
اهل العلم اذا سئلوا قالوا لا توبة و حمله الجمهور علی التغلیظ و التشدید انتهی ما فی التفسیر النیشاپوری
پس ازین تفسیرهم واضح میشود که ایصال جزاء بسوی مستحقین البته خواهد شد چه بلفظ البته
که دلالت بر قطعیت میدارد ذکر کرده و درینصورت صاحب رساله اگر بنا بر تشدید بوده الخ

قول جمهور ذکر شفاعت عصاة مصرین غیر تائبین نکرده بر وجه قصور نزد اهل علم التحقیق
شایع است که در کلام تهدید می کنند چنانکه عبارت تفسیر نیشاپوری وغیره را بغور و
تامل نظر باید کرد واز ینجاست که علامه حسن چلپی بر کلام صاحب تلویح که تارک کراهت تحریمی را
مستحق حرمان شفاعت گفته توجیه کرده که مستحق حرمان شفاعت را وقوع شفاعت
منافی نیست چنانکه مستحق عقاب را عفو منافات ندارد ویا مراد از حرمان حرمان موقت است
نه مؤبد که خلاف مذهب اهل سنت لازم آید پس اولا عبارت تلویح را باید دید ثانیا تقریر محشی را
می شاید شنید کراهة التحریم انکان الی الحرام اقرب بمعنی ان فاعله یستحق محذورا دون
العقوبة بالنار کحرمان الشفاعة انتهی ما فی التلویح فی بحث تعریف الفقه قوله کحرمان الشفاعة آه
فاستحقاقه لاینافی وقوعها کما لاینافی استحقاق العقاب العفو ویجوز ان یراد الحرمان [illegible]
الموقت فلا یرد ان هذا الفاعل لیس فوق مرتکب الکبیرة فی الجرائم وهو لا یحرم من الشفاعة وان
مات قبل التوبة لقوله علیه الصلوة والسلام شفاعتی لاهل الکبائر من امتی انتهی کلام المحشی
حسن الچلپی علی حاشیة التلویح وایضا علق المنهیة علی حاشیته فی هذا المقام بقوله قد یقال حرمان
الشفاعة لرفع الدرجة لا للتخلیص من النار ولیس لک ان تقول المراد حرمان کونه شفیعا للغیر
لا کون الغیر شفیعا لانه بین فی مباحث الاحکام استحقاق حرمان فیه بقوله علیه السلام
من ترک سنتی لم ینل شفاعتی انتهی ما فی المنهیة قال صاحب التصریح فی حاشیة التلویح
او حرمان الشفاعة فی بعض مواقف الحشر مع ان استحقاق الحرمان لاینافی وقوعها
وما قیل من ان المراد به حرمان الشفاعة لغیره من المذنبین فهو مناف لما قال قدس سره
فی مباحث الاحکام ان من ترک السنة المؤکدة قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعة لقوله
علیه الصلوة والسلام من ترک سنتی لم ینل شفاعتی انتهی ما فی التصریح وایضا قال صاحب
التلویح فی مباحث الاحکام معنی القرب الی الحرمة انه یتعلق محذور دون العقوبة بالنار
کحرمان الشفاعة فترک الواجب حرام یستحق العقوبة بالنار وترک السنة المؤکدة قریب

من الحرام يستحق حرمان الشفاعة لقوله عليه السلام من ترك سنتي لم ينل شفاعتي انتهى ما في
التلويح قوله دون استحقاق العقوبة بالنار كحرمان الشفاعة اعترض عليه بان الحرمان
يستلزم استحقاق العقوبة بالنار لان ترك الشكر يستلزمه وهو حاصل لجميع الناس فلولا
الشفاعة لاستحق الجميع العقوبة بالنار والجواب ان ترك الشكر يستوجب استحقاق العقوبة
بالنار اذا كان الشكر مقدورا والشكر على جميع النعم التي من جملتها الاقدار على الشكر لا تفي به
الطاقة البشرية كما اعترف المعترض على ان الشفاعة تدفع العقوبة بالنار لا استحقاقها اما
الاعتراض بان مرتكب الحرام بل الكبيرة لا يستحق حرمان الشفاعة فكيف مرتكب المكروه فقد مر منا
في تحقيق تعريف الفقه جوابه ولا يحتاج الى ان يقال معنى الحديث الشريف من ترك سنتي متهاونا
ومستخفا لم ينل شفاعتي لانه كافر والكافر لا ينال شفاعته عليه السلام انتهى كلام المحشي
حسن الچلپي في حاشية التلويح پس چنانکه صاحب تلویح مرتکب مکروه تحریمی و تارک سنت موکده را
بنا بر وعید مستحق حرمان شفاعت نوشته و محشی اش تاویلش حسب قواعد اهل سنت کرده
چنانکه گذشت همچنین غرض صاحب رساله است که عاصی مصر تایب و خایف بارتکاب کبایر
قبایح از جهت وعید الهی که کذب را درو دخل اصلا نیست مستحق عقاب و حرمان
شفاعت گشت مگر مستحق ابدی نیست چه وضع شرعی بنفسه داعی این عقاب و حرمان است
قطع نظر از عفو و شفاعت شافعین که بکرم و فضل او تعالی خواهد بود و این استحقاق عقاب و
حرمان شفاعت موبدی نمیشود و مگر امر شریعت برای او مسوق له و موضوع و مضبوط
نیست نزد ارباب بصیرت چنانکه صاحب تفسیر نیشاپوری برین سر نهانی نیز افاده صحیح
فرموده قلنا اخذ العاقل بحكمته تعالى وهو منوط الثواب وتعليق العقاب بالعمل الصالح
والسيئ لا بما هو غير مضبوط من عفوه عن بعض المسيئين ورد طاعة بعض المطيعين كما ان الحكمة
اقتضت ترتب الشبع والري على الاكل والشرب ولم يعهد الاتكال على ما هو ممكن ان
يقع بالنسبة الى قدرته من اشباع شخص وارواءه من غير تناول طعام وشراب وبالعكس

وهذه نکته شریفه تتعلق بها من وفق لها انتهی ما فی التفسیر النیشاپوری تحت هذه الآیه
اولئک هم المفلحون وجه دوم آنکه صاحب رساله بیان این قید نکرده که برای
عصاة غیر تائبین شفاعت نخواهد بود بلکه بیان شفاعت تائب خائف نموده بنابر
انابت و تضرع الی الله که اقرب الی الاجابة والقبول است و این مامور بها است
که توبوا الی الله توبة نصوحا الآیة و الی الغفار لمن تاب الآیة لهذا ذکر شفاعت این نمود و
ذکر مصر و غیر تائب و خائف را نکرد که در صورت ترهیب اخافه همین مناسب مقام بود و لهذا
در تفسیر کبیر زیر آیهٔ کریمه واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا آه نوشته المسئلة الاولی
ان فی الآیة اعظم تحذیر عن المعاصی واقوی ترغیب فی تلافی الانسان ما یکون منه
من المعصیة بالتوبة لانه اذا تصور انه لیس بعد الموت افتدار ولا شفاعة ولا نصرة و
لا فدیة علم انه لا خلاص له الا بالطاعة فاذا کان لا یامن کل ساعة من التقصیر فی العبادة
صار حذرا خائفا فی کل حال و الآیة وان کانت فی بنی اسرائیل فهو فی المعنی مخاطبة للکل لان
الوصف الذی ذکر فیه الیوم فذلک یعم من یحضر فی ذلک الیوم انتهی ما فی الکبیر مختصرا
و بیان شق بصفتی مستلزم نفی ماعداوی نمی تواند شد زیراکه در اصول فقه مقرر شده که عدم
ذکر شیء یا تخصیص و تعلیق شیء بر نفی ماعداء خود دلالت نمی کند موافق مذهب حنفی و همین محقق
و منصور است بنابر دلایل مضبوطه خصوصا در کلام الناس بمفهوم احتجاج نمودن جائز نیست
چنانچه در اشباه و نظائر می نویسد که حجت گرفتن بمفهوم در کلام الناس جائز نیست
در ظاهر مذهب که قول منصور است چنانچه در اوله احتجاج نمودن بمفهوم غیر جائز است التنصیص علی
الشیء باسمه العلم یدل علی الخصوص عند البعض وعندنا لا یدل علی المسکوت عنه اصلا فکیف اوجب
الحکم من حیث النفی و الاثبات فاذا قلت جاءنی زید فقد سکت عن عمرو فلا یدل علی نفیه و الحکم
اذا اضیف الی المسمی بوصف خاص او علق بشرط کان دلیلا علی نفیه ان کان محل من الوصف
والتعلیق و الا علی نفی الحکم عند عدم الوصف والشرط عند الشافعی رح لا عندنا انتهی مختصرا من نور

الانوار وغیره من کتب الاصول و لهذا در اشباه والنظایر نوشته است که فتوی دادن
بمفهوم جایز نیست و نشاید لایجوز الاحتجاج بالمفهوم فی کلام الناس فی ظاهر المذهب
کالادلة کذا فی الاشباه والنظائر قوله کالادلة قول الشارع ذلک تخصیص الشی بالذکر لایدل
علی نفی الحکم عما عداه کذا فی الحموی وغیره من المعتبرات الحنفیه پس در صورت مفهوم مخالف
نسبت اهل اعتزال بصاحب رساله کردن خلاف از داب اهل سنت خواهد بود وجه سیوم آنکه
غرض صاحب رساله ازین انکار شفاعت اصلا نیست بلکه مقصودش ازین تهدید و زجر و
دفع وغره و فریب آنکسان است که بحمایت و شفاعت اولیاء الله و بزرگان مقبولین
خود در اوامر و نواهی او تعالی غلط میکنند و انرا بجا نمی آرند و بر ارتکاب معصیت دلیر اند
و میگویند که بزرگان ما مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند الله گذشته اند مارا از عذاب
لامحاله رهائی بخشند اگرچه بسیاری گناه کنیم و باین غره و اعتماد از خدا تعالی نمی ترسند
وعزت و مالکیت او چندان بخاطر نمی دهند و بر پادشاهان دنیا قیاس می کنند چنانکه پادشاهان
دنیا از لحاظ و کار روای بعضی وزیر و امیر طوعا و کرها کسی مجرم را رها میکنند
و جرائم او را می بخشند و گاهی چنین زعم میکنند که او تعالی پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم را چنین وعده
و اختیار داده است که ولسوف یعطیک ربک فترضی و آنحضرت علیه السلام احدی
از امت خود را به دوزخ رفتن نخواهند داد چه او تعالی بی مرضی آنحضرت صلی الله علیه وسلم هیچگونه
نخواهد کرد که خلاف محبوبیت است پس این زعم ایشان مانند زعم بنی اسرائیل است که بآبا
و اجداد و صالحین و انبیاء علیهم السلام خود مغرور بودند چنانکه برین مغروریت ایشان
خدا تعالی در قران مجید خبر داد و اتقوا یوما لاتجزی نفس عن نفس شیئا و لایقبل منها
شفاعة و لا یؤخذ منها عدل و لا هم ینصرون الآیة شاه عبد القادر صاحب و شاه عبد العزیز
صاحب قدس سرهما در ترجمه هندی خود تحت همین آیة کریمه می نویسند که بنی اسرائیل کهتی
هم کیسی هی گناه کرین بکرتی نجاوینگی هماری باپ دادا پیغمبر هین همکو چهڑا لینگی هم [illegible]

یا ایها الذین امنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا
خلۃ ولا شفاعۃ می نویسند یعنی عمل کا وقت ابھی ہی آخرت مین نہ عمل بکتی ہین نہ کوئی
آشنائی دیتا ہین سی چھڑا سکتا ہی جب تک پکڑ نیوالا نچھوڑی انتہی کلامہ فی الترجمہ پس معترض خاکسار
بر رسالہ تقویۃ الایمان اعتراض میکند بر نفی شفاعت بر شاہ عبد القادر مرحوم نیز بکند کہ شاہ
صاحب مغفور ہم مینویسند کہ کوئی سفارس سی چھڑا سکتا ہی جب تک پکڑ نیوالا نچھوڑ دی
انتہی چہ ایشان شفاعت را باختیار مالک غفار قہار علی الاطلاق کذاشتند و برین قیاس تقاریر
صاحب رسالہ باید فہمید و از کلام وی انکار و نفی شفاعت لازم نمی آید چہ درین بیان قہاریت
و مالکیت اوست ہر چہ خواہد بکند کسی از خاصان مقربین در ثواب و عقاب و اذن او تعالی و عدم اذن
او تعالی بطوریکہ خواہد ہر کرا بدہد چون و چرا و اعتراض برو کردن نمی توانند و از ینجا نفی شفاعت
ایشان باذن مالک مطلق ثابت نمی شود پس رضا او را بہر حال مقدم باید داشت و با
امتثال احکام رضا جوئی باید انکاشت زیرا کہ او تعالی فعال لما یرید ہست یعنی کنندہ است
ہر چیز را کہ میخواہد چون ارادہ بچیزی متعلق شود دیگرا مکان تخالف او را نمی ماند بخلاف
پادشاہان دیگر شاہ عبد العزیز قدس سرہ در تحت ہمین آیت مینویسند کہ از و تعالی بعید نیست
کہ گاہ معاملہ لطف و مغفرت و دوستی با بندگان فرماید و گاہی دست برد سخت نماید بلکہ از و تعالی
بعید نیست کہ انعام و انتقام را در حق یک نفر و یک کس بحسب اوقات مختلفہ
جمع کند پس بر انعام او تعالی کہ در وقتی مصروف خود باشد غرہ نباید شد
و از انتقام او تعالی در وقت دیگر مامون و بی خطر نباید بود انتہی ما فی
التفسیر العزیزی و بر ظاہر ست کہ خاصان خدا تعالی بی مرضی و اذن او
مالک الملک علی الاطلاق بروز قیامت بر شفاعت کنانیدن کسی اقدام
نخواہند فرمود بلکہ در وہلہ اولی ہمہ از خواص مقربین لرزان خواہند بود
خصوصا عند المیزان و عند الکتاب و عند الصراط اگرچہ بعدہ اذن شفاعت داد نشود

کسیکه او تعالی شفیعان را خواهد داد که شفاعت فلان کس بکنید تا شما را عزت و
جاه حاصل شود خواهند نمود عن عائشة انها ذکرت النار فبکت فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیك قالت ذکرت النار فبکیت فهل
تذکرون اهلیکم یوم القیمة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اما فی ثلثة مواطن فلا یذکر احد احدا عند المیزان حتی یعلم أیخف میزانه ام یثقل و عند
الکتاب حین یقال هاؤم اقرؤا کتابیه حتی یعلم این یقع کتابه فی یمینه ام فی
شماله من وراء ظهره و عند الصراط اذا وضع بین ظهری جهنم رواه ابو داؤد
وکذا فی المشکوة و مولانا شاه عبد العزیز قدس سره در تفسیر خود میفرمایند هذه عبارته
اگر شمه از شدت و سختی آن روز نزد تو بیان کنیم که آن روز یوم لا تملك نفس لنفس شیئا
یعنی روزیست که مالک نخواهد بود هیچ نفس برای هیچ نفس چیزی را و از همین جا شدت آن
روز توان یافت زیرا که در دنیا چون شخص ببلای گرفتار میشود اول با عوام مردم آن
بلا را درمیان می نهد و چاره کار میجوید چون از عوام کار بر نمی آید بخواص که تعلق بدفع آن
دارند التجا می برد مثل طبیبان حاذق در دفع امراض و جراحان چابکدست در اورام
و کحالان تیز نظر در آفات العین و حاکمان عادل در مقدمه ظلم و ستم و تجربه کاران
و واقفان در دیگر امور چون این مردم مجال او متوجه نمی توانند ناچار بر شفاعت بخشان
یا محبوبان آنها استمداد میکنند و گرهی از کار او میکشایند و دران روز علاقها
همه برباد خواهد رفت یا هیچ علاقه مجلس را منظور نخواهد ماند و دخل در چیزی از وقائع آنجا هیچکس
را نخواهد بود خواص آنجا در رنگ عوام مستترا و حیران سرداران آنجا مثل ما یا سر گشته و سیر
گردان شفاعت دران روز بدون حکم مالک علی الاطلاق محال و تضرع و زاری در رنگ صبر و استقلال
بیفایده محض خیال در سن آیت سه تعمیم واقع اول در نفس مالکه دوم در نفس مملوکه سیوم در شیء مملوک و این هر
تعمیم کمال یاس و فنا امیدی از چاره جوئی آن روز بهم میرسد چنانچه پوشیده نیست

والامر یومئذ لله یعنی حکم و فرمان آن روز محض برای خداست چنانچه در دنیا حکم پادشاه
بر رعیت و حکم والدین بر فرزندان و حکم آقا بر نوکر و حکم شوهر بر زن و حکم مالک بر مملوک
جاری بود دران روز انقطاع پذیرد و غیر از حکم او تعالی دیگری را مجال حکم نباشد
هر کرا او تعالی بجمیع وجوه پسندید نجات یافت و هر کرا بجمیع وجوه ناپسند فرمود هلاکت
ابدی نصیب او شد و هر کرا از بعضی وجوه پسند فرموده از بعضی دیگر ناپسند شفیعان را که پیغمبران
و اولیاء و علما و حفاظ و شهداء و فرشتگان خواهند بود حکم خواهد شد که شفاعت فلان کس
بکنید تا شما را عزت و جاه حاصل آید و این قسم شفاعت که موقوف بر حکم حاکم باشد
محل اعتماد و جای دخل و تصرف نیست که از همین تقریر معلوم شد که درین آیت چنانچه معتزله
می فهمند نفی شفاعت اصلا مذکور نیست بلکه شفاعت را بر حکم حاکم علی الاطلاق موقوف
داشتن است و همین است مذهب اهل سنت و جماعت انتهی ما فی العزیزی فی سورة اذا السماء انفطرت
و نیز شاه صاحب مرحوم زیر این آیت کریمه می نویسند که لا یتکلمون یعنی درین حالت اصلا
سخن نگویند و دم نزنند اگرچه مقام شفاعت و شهادت باشد الا من اذن له الرحمن
مگر کسیکه پروانگی دهد او را رحمان و حکم شود که در حق فلان کس شفاعت کن یا شهادت ادا نما
این حکم باقتضاء رحمت باشد در حق آنکس انتهی کلامه فی سورة تتسائل لا یملکون منه خطابا
قال او فلاهل السموات والارض ای لا یملکون خطابه والاعتراض علیه فی ثواب
وعقاب لانهم مملوکون له علی الاطلاق ولا یستحقون علیه اعتراضا وذلک
لاینافی الشفاعة باذنه یوم یقوم الروح والملئکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له
الرحمن وقال صوابا تقریر وتوکید لقوله لا یملکون فان هؤلاء الذین هم افضل الخلائق
واقربهم من الله اذا لم یقدروا ان یتکلموا بما یکون صوابا کالشفاعة لمن ارتضی الا باذنه
فکیف یملکه غیرهم کذا فی التفسیر البیضاوی وغیره اما اعتراض جهال و زعم فاسد ایشان که آنحضرت صلی
الله علیه وسلم راضی نخواهند شد در دخول نار کسی از امت عصاة خود پس این غرور شیطانی است و بانی او ایشان

آنحضرت صلی الله علیه وسلم برضای جناب باری مالک مطلق متعلق درباب شفاعت وغیره
است زیرا که مشیت ورضاء الٰهی مقدم است برضای آنحضرت صلی الله علیه وسلم چنانچه
درباب هدایت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در حق اسلام ابوطالب واشباه
ایشان خواستند که اینان از ایمان واسلام بهره مند شوند مگر مشیت واراده الٰهی برخلاف
این بود واو که مسلمان نشدند چنانکه او تعالی فرموده انک لا تهدی من احببت
ولکن الله یهدی من یشاء وهو اعلم بالمهتدین وغیرها من الآیات الکریمة ظاهر است که
شفاعت فرع هدایت است یعنی هر که در دنیا مهتدی باسلام شد مستحق شفاعت خواهد بود در
آخرت پس او تعالی بروز قیامت آنحضرت صلی الله علیه وسلم را برای شفاعت هر کسیکه اذن
فرماید آنحضرت صلی الله علیه وسلم باذن رحمن شفاعت خواهند فرمود ازین نفی وانکار شفاعت
لازم نمی آید و هر که این اعتقاد دارد که اذن ووعده آن بدنیا شد باز حاجت اذن جدید
در آخرت نخواهد بود پس این آیات واحادیث واقوال علماء رد میکنند چنانچه از عبارات
ماقبل ومابعد واضح خواهد بود وبخاری ومسلم وغیره حدیثی طویل درباب اذن خواستن
آنحضرت صلی الله علیه وسلم درباب شفاعت نقل کرده است در مشکوة شریف موجود است
پاره ازان نوشته میشود قال فیاتونی فاستاذن علی ربی فی داره فیؤذن لی علیه
فاذا رایته وقعت ساجدا قال فی المرقاة ای خوفا واجلالا او تواضعا واذلالا
فیدعنی ما شاء الله ان یدعنی ای فی السجود ففی مسند احمد انه یسجد قدر جمعة من جمعهم
الدنیا کذا ذکره السیوطی فیقول ارفع محمد صلعم قل تسمع واشفع تشفع وسل تعطه
قال وارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجهم من النار
الی آخر الحدیث ودرین حدیث اعواد الثانیة وارد شده ودرین حدیث طویل او تعالی بعد کرور
خواهد داد که شفاعت فلان فلان کنید آنحضرت صلی الله علیه وسلم موافق قول فرموده او تعالی
شفاعت خواهند شد ودرباب اذن وحدیث احادیث بسیار در صحاح سته وغیره وارد است هر کراشک وشبهه

باشد در کتب احادیث نظر کنند و ازین حدیث شریف اذن جدید ثابت شد پس هر که برین نظر کند
مخالف احادیث خواهد بود و در کتاب مواهب لدنیه در فصل دوم و مقصد ششم
نوشته است در سورۀ والضحیٰ وما یعطیه بعد مماته صلی الله علیه وسلم والعطیة في
القیامة من الشفاعة والمقام المحمود وما یعطیه في الجنة من الوسیلة والدرجة الرفیعة
والکوثر وقال ابن عباس یعطیه الف قصر من لؤلؤ ابیض ترابها المسک فیها ما یلیق وبالجملة
فقد دلت هذه الآیة علی انه تعالی یعطیه صلی الله علیه وسلم کلما یرضیه فاما ما یغتر به الجهال من انه
صلی الله علیه وسلم لا یرضی ان یدخل احد من امته النار فهو من غرور الشیطان لهم ولعبه بهم فانه
صلی الله علیه وسلم یرضی بما یرضی به ربه تبارک وتعالی وهو سبحانه یدخل النار من یستحقها من الکفار
والعصاة ثم یحد لرسول الله صلی الله علیه وسلم حدا یشفع فیهم ورسول الله صلی الله علیه وسلم
اعرف وبحقه من ان یقول لا ارضی ان یدخل احد من امتی النار او یدعها فیها بل ربه تبارک
وتعالی یاذن له في الشفاعة فیشفع فیمن شاء الله ان یشفع فیه ولا یشفع في غیر من اذن له
ورضی انتهی ما في المواهب اللدنیة له ما في السموات وما في الارض لان کل ما سواه فانما تقومت
ماهیته وتحصل وجوده به فیکون ملکا له ویلزم منه ان یکون حکمه جاریا في الکل ولا یکون لغیره
في شیء من الاشیاء حکم الا باذنه وامره هو المراد من ذا الذي یشفع عنده الا باذنه ومعنی
الاستفهام ههنا انکار ای لا یشفع فیه رد علی المشرکین القائلین للاصنام هؤلاء شفعاؤنا
عند الله قوله من ذا الذي من الملائکة والانبیاء والصالحین والشهداء والغرض انه سبحانه
عالم باحوال الشافع والمشفوع له فیما یتعلق باستحقاق الثواب والعقاب لانه عالم بجمیع المعلومات لا
یخفی علیه خافیة والشفعاء لا یعلمون من انفسهم ان لهم من الطاعات ما یستحقون به هذه المنزلة
العظیمة عند الله ولا یعلمون ان الله تعالی اذن لهم في تلک الشفاعة ام لا کذا في
التفسیر النیشاپوری في الکبیر وایضا في الکبیر وهذا یدل علی انه لیس لاحد من الخلائق ان
یقدم علی الشفاعة الا باذن الله تعالی انتهی ما في التفسیر الکبیر و در شرح عقاید ملا جلال

مذکور ست والشفاعة لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن له الرحمن من الانبیاء
والمؤمنین بعضهم لبعض لقوله تعالی یومئذٍ لا ینفع الشفاعة الا لمن اذن له
الرحمن ورضی له قولا وقوله تعالی من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه انتهی ما فی
شرح العقاید العضدیه وعلامه شیخ زین الدین بغدادی در تفسیر خود مسمی بلباب
التاویل معانی التنزیل که مشهور بتفسیر خازن ست می نویسد تحت همین آیت من ذا الذی یشفع
عنده الا باذنه ای بامره وهذا استفهام انکار والمعنی لا یشفع عنده احد الا
بامره وارادته وذلک ان المشرکین زعموا ان الاصنام یشفعون لهم فاخبر انه لا شفاعة عنده
الا ما استثناه بقوله الا باذنه یرید بذلک شفاعة النبی صلی الله علیه وسلم وشفاعة الانبیاء و
الملائکة والمؤمنین انتهی کلامه وایضا فی هذا التفسیر قال الله تعالی قل لله الشفاعة جمیعا ای
لا یشفع احد الا باذنه وکان الاشتغال بعبادته اولی لانه هو الشفیع فی الحقیقة وهو یاذن
فی الشفاعة لمن یشاء من عباده انتهی ما فیه وقال فی التفسیر الکبیر لا یملک احد فی یوم القیمة
شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعة الا باذن الله فیکون الشفیع فی الحقیقة الذی یاذن
فی تلک الشفاعة فکان الاشتغال بعبادته اولی من الاشتغال بعبادة غیره انتهی وصاحب تفسیر
نیشاپوری در سورهٔ انعام زیر این آیت کریمه وانذر به الذین یخافون ان یحشروا الی ربهم لیس لهم من
دونه ولی ولا شفیع الآیة نوشته فان کان الضمیر للکفار فظاهر وان کان للمؤمنین
فشفاعة الملائکة والرسل اذا کانت باذن الله تعالی فانها تکون بالحقیقة من الله
تعالی فصح انه لیس لهم من دونه ولی ولا شفیع انتهی ما فی النیشاپوری ونیز در تفسیر کبیر
می نویسد هذه عبارته ثم ذکر من مزید عظمته وجلاله وانه لا یخرج امر من الامور من قضائه وتقدیره فقال
یدبر الامر ما من شفیع الا من بعد اذنه وانما فقد العطف لانهما کالتفسیر والتفصیل لما دل علیه
قوله ذلکم الله ربکم الخ والامر البنان ادبر احوال الخلق واحوال ملکوت السموات والارض والعرش

المعنی انه یقضی وینفذ بمقتضای حکمه ویفعل ما یفعله المصیب فی افعاله لئلا لما

فی دبار الامور وعواقبها لئلا یدخل فی الوجود ما لا ینبغی قال الزجاج ان الکفار

الذین خوطبوا بهذه الآیة کانوا یقولون ان الاصنام شفعاؤنا عند الله فرد الله

علیهم بانه لیس لاحد ان یشفع الیه فی شیء الا بعد اذنه لانه علیم بموضع الحکمة والصواب

فلا یجوز لهم ان یسالوا ما لا یعلمون انه صواب وصلاح ففی قوله یدبر الامر اشارة الی استقلاله

فی التصرف فی جانب المبدا وفی قوله ولا شفیع اشارة الی استقلاله فی طرف المعاد انتهی

ما فی التفسیر النیشاپوری من سورة الرعد فثبت من الآیات والاحادیث والتفاسیر وکتب

العقاید ان کل وجیه ماذون له فی الشفاعة یوم القیامة من الله تعالی هذا هو مقصود

صاحب تقویة الایمان فاعتبروا یا اولی الالباب واگر معترض گوید که مقربان خدا
تعالی از انبیا ومومنین صالحین بعبادت وریاضت خود مستجاب الدعوات ومحبوب
او سبحانه وتعالی شدند وایشان را وجاهتی وقدری نزد حضرت حق تعالی پیدا شد که
هرچه میگویند حق تعالی بعمل آرد اگرچه خلاف مشیت وی باشد پس این چنین ظن او فاسد است چنانچه مولانا
حضرت شاه عبد العزیز قدس سره در سورة جن میفرمایند عبارته هذا وانه لما قام عبد الله یعنی وآنکه
هرگاه برخیزد بنده خدا که بدعوت تسبیح تا بخواند خدا را بسبب ذکر و خواندن او حضرت حق بر
قلب او تجلی فرماید کادوا یکونون علیه لبدا یعنی قریب است که آدمیان وجنیان بر آن
بنده هجوم آورده باشند تا خود بر تو شوند یکی از آن بنده طلب فرزند میکنند و دیگری طلب
روزی و دیگری طلب خدمات دنیا و دیگری کشف کونی و علی هذا القیاس وسبب این هجوم آوردن
هم او را منغص و مشوش میکنند و هم خود در ورطه شرک و کفر گرفتار میشوند ومیفهمند که این نور
نور الهی بتمامه در همین این بنده بسبب کمال ذکر وعبادت نزول فرمود گویا این بنده شریک کارخانه
خدائی شد واورا وجاهتی وقدری نزد حضرت حق تعالی پیدا شد هرچه این گوید حق تعالی بعمل آرد چنانچه در دنیا مهمانان
خاطرداری میزبان بهمین مرتبه میباشد ولهذا اهل دنیا متجسس میباشند که بادشاه ا

وحاکم و فوجدار در خانه هر که می آیند از وی حل مشکلات و حاجت روائی می جویند و بهمین
خیال فاسد که در حق بندگان خدا با خدا هم سر سازند در ورطهٔ پیر پرستی و گور پرستی می افتند
انتهی ما فی العزیز و صاحب تفسیر بیضاوی در سورهٔ سبا تحت این آیت کریمه و هو العلی
الکبیر نوشته ذو العلو و الکبریاء لیس لملک و لا نبی ان یتکلم ذلک الیوم الا باذنه انتهی کلامه
و صاحب رسالهٔ تقویة الایمان رحمة الله علیه باین معنی وجاهت که او تعالی بشوکت و دبدبهٔ شفعاء عظام
سخن ایشان خواه مخواه قبول کند اگرچه برخلاف مرضی او باشد انکار شفاعت بالوجاهت کرده است نه
از معنی وجاهت در این آیهٔ کریمه وجیهاً فی الدنیا والآخرة که تحت اذن مندرج است چه ایشان
مقبول الشفاعة باذن بحسب وعده او سبحانه تعالی بر حق هستند و باقی تحریر جواب شفاعت بالوجاهت
مع ما له و ما علیه بموضع خود بجواب معترض مبین است در مقام طرد ا مذکور شد وجه چهارم آنکه غرض صاحب
رساله از تالیف این رساله هندی انذار عوام ...... کالانعام که گرفتار اند در شرک و معاصی بدعت و
وعظ و تربیت ایشان است که بخوف عذاب الهی از منکرات و مناهی باز آیند و از اجتناب کبائر تهذیب
نفس نمایند و لهذا صاحب تیسیر مختصر تائب را مورد انذار و اخافه گذاشته و ذکر عفو و شفاعت
او نکرده او مورد بشارت مطلقه نیست نه آنکه عفو و شفاعت از و نخواهد بود الانذار مقدم علی البشارة
کذا فی التفسیر النیشاپوری و غیره من کتب الشریعة زیرا که بشارت مطلقه بجنت برای مومن
صالح است که اقتران اعمال صالحه با ایمان مشروط افتاده است برای بشارت مطلقه و برای عصاة
غیر تائبین بشارت مقید است نه مطلقه بنا بر آن او سبحانه تعالی جا بجا در کلام پاک خود ایمان را
با اعمال صالحه یاد فرموده است چنانکه بر متدبران قرآن مجید پوشیده نیست لا یقال انکم تقولون
یجوز ان یدخل المومن الجنة بدون الاعمال الصالحة والله تعالی یبشر بالجنة من آمن و عمل صالحا
لان البشارة المطلقة بالجنة شرطها اقتران الاعمال الصالحة بالایمان و لا تحصل لصاحب
الکبیرة البشارة المطلقة بل تثبت له بشارة مقیدة بمشیئة الله ان شاء غفر له و ان شاء
عذبه بقدر ذنوبه ثم یدخله الجنة کذا فی المدارک تحت هذه الآیة و بشر الذین آمنوا و عملوا الصالحات